ابو سعید حنیف احمد محمود۔برطانیہ

❁❁❁ تقریر ❁❁❁

تقریر بابت خلافت

وقت 5-7 منٹ

# مقامِ خلافت کی عظمت اور اہمیت

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَ لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (النور:56)

کہ تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لیے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور جو اس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

**معزز سامعین!** مجھے آج خلافت کے مقام کی عظمت اور اہمیت آپ سامعین کے سامنے بیان کرنی ہیں۔

نظامِ خلافت اور مقامِ خلافت کی عظمت و اہمیت کا مضمون بڑے اختصار اور جامعیت کے ساتھ سورۃ نور کی آیت استخلاف جس کی تلاوت مَیں اوپر کر آیا ہوں، میں بیان کیا گیا ہے۔ اِسی آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو خلافتِ راشدہ کا وعدہ دیا ہے۔ اِس آیت میں یہ پیشگوئی ہے کہ اللہ تعالیٰ جس طرح انبیاءِ سابقین کی وفات کے بعد ہر زمانے میں سلسلۂ خلافت کو قائم فرماتا چلا آیا ہے اِسی سنت قدیمہ کے مطابق اُس خدا نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بھی "نظامِ خلافت" قائم کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین خلفاءِ راشدین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جوارح اور اعضاء بن کر آپؐ کے مشن اور آپؐ کی تعلیم و تبلیغ کو فروغ دیا۔ ان کے ذریعہ سے جہاں تک خدا تعالیٰ کا منشاء مبارک تھا، اسلام دنیا میں پھیلا اور خدا تعالیٰ کا نام بلند ہوا۔

یہ آیت دراصل بڑے لطیف مضامین پر مشتمل ہے۔ اس میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے جماعت مؤمنین میں قیامِ خلافت کا حتمی وعدہ فرمایا ہے اور اسے ایمان اور عملِ صالح کی دو شرائط کے ساتھ باندھا ہے۔ نظامِ خلافت کی تین عظیم الشان برکات کا ذکر فرمایا ہے جن میں دین کی تمکنت اور خوف کی حالت کو امن کی حالت میں تبدیل کیا جانا شامل ہے۔

چونکہ خلیفہ اپنے وقت میں روئے زمین پر خدا تعالیٰ کا نمائندہ اور اُس کا محبوب ترین بندہ ہوتا ہے۔ خالقِ کائنات اور قادر و توانا خدا کا محبوب بندہ ہونے کے ناطے کامیابیاں اور کامرانیاں اس کے قدم چومتی ہیں۔ عبادت الٰہی کا قیام اور توحیدِ خالص کا قیام ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت کی برکت سے اُسے غلبہ نصیب ہوتا ہے۔ "مقامِ خلافت" کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں اور رسول کا جانشین حقیقی معنوں کے لحاظ سے وہی ہو سکتا ہے جو ظلی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہو اس واسطے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ چاہا کہ ظالم بادشاہوں پر خلیفہ کا لفظ اطلاق ہو کیونکہ در حقیقت خلیفہ رسول کا ظل ہوتا ہے اور چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں لہٰذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اولیٰ ہیں، ظلی طور پر ہمیشہ کے لئے تا قیامت قائم رکھے۔ سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا۔ تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکات رسالت سے محروم نہ رہے۔"

(شہادت القرآن، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 353)

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

"جس کو خدا خلیفہ بناتا ہے، کوئی نہیں جو اس کے کاموں میں روک ڈال سکے۔ اس کو ایک قوت اور اقبال دیا جاتا ہے اور ایک غلبہ اور کامیابی اس کی فطرت میں رکھ دی جاتی ہے"

(روزنامہ الفضل، 25مارچ 1961ء)

**معزز سامعین!** خلیفہ خدا بناتا ہے۔ کوئی انسان اُسے معزول نہیں کر سکتا، کے حوالے سے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں۔

"خلافت کے متعلق اسلامی نظریہ یہ ہے کہ خلیفہ بناتا تو خدا ہی ہے لیکن اس انتخاب یا تعین میں وہ اُمّتِ مسلمہ کو بھی اپنے ساتھ شریک کرتا ہے۔ یعنی خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ انتخاب بالواسطہ ہوتا ہے اور یہ واسطہ وہ اُمّتِ مسلمہ ہے جو مضبوطی کے ساتھ اپنے ایمانوں پر قائم اور اپنے ایمان کے مطابق اعمالِ صالحہ بجالانے والی ہو۔ یعنی اُمّتِ مسلمہ کے دلوں پر تصرف کر کے اپنی مرضی اور منشاء کے مطابق خلیفہ کا انتخاب کرواتا ہے"

نیز فرمایا:

"اس سے ظاہر ہے کہ جب خلیفہ کا انتخاب اُمّتِ مسلمہ کی رائے اور اللہ تعالیٰ کی مرضی اور منشاء کے مطابق ہو چکے، تو پھر اُمّتِ مسلمہ کو یہ حق نہیں رہتا کہ وہ اس خلیفہ کو اپنی مرضی سے معزول کر سکے۔ اس لئے کہ یہ ایک مذہبی انتخاب تھا جو اللہ تعالیٰ کی خاص نگرانی کے ماتحت کیا گیا اور اس انتخاب میں الٰہی تصرف کا ہاتھ تھا اور جسے خدا تعالیٰ نے خلیفہ بنایا ہو، اُسے کوئی انسان معزول نہیں کر سکتا۔ پس اللہ تعالیٰ نے خلفائے راشدین کے "عزل" کو خود اپنے ہاتھ میں رکھا۔ جب بھی وہ دیکھے کہ خلیفہ بدلنے کی ضرورت ہے وہ خود اُسے وفات دے دے گا اور اپنی مرضی اور تصرّف کے مطابق اُمّتِ مسلمہ کے ذریعہ نئے خلیفہ کا انتخاب کروادے گا۔ پس روحانی خلفاء بندوں کے ہاتھوں معزول نہیں ہو سکتے اور جو ایسا سمجھے اس کے اندر نفاق اور بے حیائی کا مادہ ہے... ایک خلیفہ کی زندگی میں نئی خلافت کے متعلق سازشیں کرنا یا باندھنا یا باتیں پھیلانا یا اس ضمن میں کسی شخص کا نام لینا خواہ وہ شخص پسندیدہ ہو یا غیر پسندیدہ، اسلامی تعلیم کے حد درجہ خلاف اور انتہائی بے شرمی اور بے حیائی کی بات ہے اور پاکباز مومن اس قسم کی منافقانہ باتوں سے ہمیشہ پرہیز کرتے ہیں"

(ماہنامہ انصار اللہ ربوہ، اپریل 1964ء، صفحہ 27، 29)

**خلیفہ خدا کے ہاتھ میں ایک آلہ کی طرح ہوتا ہے**

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے اِس عنوان کے تحت فرمایا:

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے ذریعہ انسان نے نئی زندگی حاصل کر لی اور اس کی زندگی بامقصد ہو گئی اور اس نے جان لیا کہ اس کی زندگی کا حقیقی مقصد کیا ہے اور کس طرح حاصل کیا جا سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال سے اس روشنی نے جو اللہ تعالیٰ نے نازل کی تھی چمکنا بند نہیں کر دیا۔ حضورؑ کا تو وصال ہو گیا لیکن وہ روشنی اپنی جگہ پر قائم ہے اور روحوں کو باقاعدہ اور مسلسل منور کر رہی ہے اور مردوں اور عورتوں کی ان کی حقیقی منزل کی طرف راہنمائی کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو روشنی اور بصیرت کے بغیر نہیں چھوڑ دیا۔ روشنی چمک رہی ہے اور اس کی شعائیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلفاء کے ذریعہ اکنافِ عالم میں پہنچ رہی ہیں۔ ان خلفاء کو چھوڑ کر نہ کہیں روشنی ہے، نہ حقیقی راہنمائی۔ درحقیقت خلیفہ کسی دنیاوی انجمن کا سربراہ نہیں ہوتا۔ اس کا انتخاب خدا خود کرتا ہے اور وہ خدا کے ہاتھ میں ایک آلہ کی طرح ہوتا ہے۔ اس کے ذریعہ آسمانی مقصد اور آسمانی سکیم کی دنیا میں نمائندگی ہوتی ہے" (روزنامہ الفضل، ربوہ، 14مئی 1971ء)

اِسی کے تسلسل میں خلیفہ المہدی المعہود کا جانشین ہوتا ہے، آپؒ فرماتے ہیں۔

"یاد رکھو! احمدیت کوئی انسانوں کی از خود بنائی ہوئی کلب نہیں ہے۔ یہ ایک جماعت ہے اور جماعت بھی ایسی جس کی اللہ تعالیٰ نے خود بنیاد رکھی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ اس کی راہنمائی کرتا رہے گا اور اللہ تعالیٰ ہی حقیقۃً تمام روشنی کا منبع ہے۔ اس جماعت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کی عظمت اور شان کو دوبارہ قائم کرنے کا فیصلہ فرمایا ہے۔ یہی جماعت انسانیت کی امیدوں کا مرجع اور اس کے درخشندہ مستقبل کی ضامن خلافت، قدرتِ ثانیہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اس کے جلال کی دوسری تجلی۔ اگرچہ خلیفہ المہدی المعہود تو نہیں ہوتا لیکن وہ المہدی المعہود کا جانشین ضرور ہوتا ہے۔ اس کا آنا اس وقت ہوتا ہے جب المسیح الموعود والمہدی المعہود کا وصال ہو جائے۔ یہ بات تو واضح ہے کہ مہدی علیہ السلام جسمانی طور پر ہمیشہ تو اس دنیا میں نہیں رہ سکتے تھے لیکن خلافت رہ سکتی ہے اور انشاء اللہ ہمیشہ قائم رہے گی۔ درحقیقت خلافت اسلام کی ان برکات کے تسلسل کا نام ہے جو مہدی معہود دوبارہ دنیا میں لائے تھے" (روزنامہ الفضل، ربوہ، 14مئی 1971ء)

**پیارے بھائیو!** خلافت کی عظمت اور اس کی عظیم الشان برکات کے اس بیان سے یہ امر واضح ہے کہ جو خلیفہ اس آسمانی نظام قیادت کا مظہر ہو گا اس کا مقام کس قدر بلند ہو گا۔ خلافت نبوت کا تتمہ ہے اور تاج خلافت سے سر فراز کیا جانے والا خلیفہ نورِ نبوت کا ظِلّ کامل ہوتا ہے۔ وہ ظلّی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہے اور اُس کی برکتوں سے حصہ پانے والا ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ اپنے تصرّفِ کامل سے خلیفہ کو خلافت کا منصب عطا کرتا ہے۔ خلیفہ خدا بناتا ہے اور کوئی نہیں جو اُسے اِس منصب سے معزول کر سکے۔ وہ مؤیَد مِنَ اللہ ہوتا ہے۔ ہر آن نصرتِ الٰہی کا سایہ اُس کے سر پر ہوتا ہے۔ خدا اس کا معلم اور راہنما ہوتا ہے۔ دینی علوم و معارف اس کو خدا سے عطا ہوتے ہیں اور خدا خود اس کی محبت اور الفت دلوں میں پیدا کرتا ہے اور پھر محبت کے یہ دائرے پھیلتے چلے جاتے ہیں۔ وہ خدائی انوار سے منور ہو کر منبع نور بن جاتا ہے اور قبولیتِ دعا کا اعجاز اُسے عطا کیا جاتا ہے۔ اُس کی اطاعت دراصل رسول کی اطاعت ہوتی ہے جس کا وہ خلیفہ ہوتا ہے اور یہی اطاعت بالآخر انسان کو خدا کی اطاعت سے وابستہ کرنے کی ضمانت بن جاتی ہے۔ پس خلیفۃ الرسول کی اطاعت اور اس کے ساتھ دلی وابستگی ایک مومن کے لئے خدا کی اطاعت کا وسیلہ بن جاتی ہے۔ پس خلیفہ اپنے وقت میں روئے زمین پر خدا تعالیٰ کا نمائندہ اور اس کا محبوب ترین بندہ ہوتا ہے۔ خالق کائنات اور قادر و توانا خدا کا محبوب بندہ ہونے کے ناطے کامیابیاں اور کامرانیاں اُس کے قدم چومتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت کی برکت سے اُسے غلبہ نصیب ہوتا ہے۔

ہمارے اِس زمانہ میں بھی اللہ تعالیٰ نے دینِ اسلام کے احیاء اور شریعتِ اسلامیہ کے قیام کی غرض سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا اور آپؑ کی وفات کے بعد جماعت میں اپنی قدرت ثانیہ کا ظہور فرماتے ہوئے سلسلہ خلافت کو قائم فرمایا۔ جس کے مقام اور عظمت و اہمیت کے تعلق میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:

”وہی خدا جو اُس وقت فوجوں کے ساتھ تائید کے لئے آیا، آج میری مدد پر ہے اور اگر آج تم خلافت کی اطاعت کے نکتہ کو سمجھو تو تمہاری مدد کو بھی آئے گا۔ نصرت ہمیشہ اطاعت سے ملتی ہے۔ جب تک خلافت قائم رہے، نظام اطاعت پر ایمان کی بنیاد ہوتی ہے“

(الفضل 4/ستمبر 1937)

**سامعین! خلافت کی اطاعت سے باہر ہونے والے نبی کی اطاعت سے بھی باہر ہو جاتے ہیں**

اِس حوالے سے حضورؓ فرماتے ہیں:

”بیشک میں نبی نہیں ہوں، لیکن میں نبوت کے قدموں پر اور اس کی جگہ پر کھڑا ہوں۔ ہر وہ شخص جو میری اطاعت سے باہر ہوتا ہے ...... میری اطاعت اور فرمانبرداری میں خدا تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری ہے“

(الفضل، 4 ستمبر 1937ء)

پھر اطاعت ہی کے حوالے سے فرمایا:

”اطاعتِ رسول بھی جس کا اس آیت میں ذکر ہے، خلیفہ کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ رسول کی اطاعت کی اصل غرض یہ ہوتی ہے کہ سب کو وحدت کے رشتہ میں پرو دیا جائے۔ یوں تو صحابہ بھی نمازیں پڑھتے تھے اور آجکل کے مسلمان بھی نمازیں پڑھتے ہیں۔ صحابہؓ بھی حج کرتے تھے اور آجکل کے مسلمان بھی حج کرتے ہیں۔ پھر صحابہؓ اور آجکل کے مسلمانوں میں فرق کیا ہے؟ یہی کہ صحابہ میں ایک نظام کے تابع ہونے کی وجہ سے اطاعت کی روح حد درجہ کمال تک پہنچی ہوئی تھی۔ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں جب بھی کوئی حکم دیتے صحابہ اُسی وقت اِس پر عمل کے لئے کھڑے ہو جاتے تھے، لیکن یہ اطاعت کی روح آجکل کے مسلمانوں میں نہیں... کیونکہ اطاعت کا مادہ نظام کے بغیر پیدا نہیں ہو سکتا۔ پس جب خلافت ہو گی، اطاعت رسول بھی ہو گی“

(تفسیر کبیر، سورۃ نور صفحہ 369)

خلیفہ کی اطاعت پر ہی زور دیتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ مزید فرماتے ہیں:

”اطاعت جس طرح نبی کی ضروری ہوتی ہے ویسے ہی خلفاء کی ضروری ہوتی ہے۔ ہاں ان دونوں اطاعتوں میں ایک امتیاز اور فرق ہوتا ہے اور وہ یہ کہ نبی کی اطاعت اور فرمانبرداری اِس وجہ سے کی جاتی ہے کہ وہ وحی الٰہی اور پاکیزگی کا مرکز ہوتا ہے۔ مگر خلیفہ کی اطاعت اس لئے نہیں کی جاتی کہ وہ وحی الٰہی اور تمام پاکیزگی کا مرکز ہوتا ہے بلکہ اس لئے کی جاتی ہے کہ وہ تنفیذ وحی الٰہی اور تمام نظام کا مرکز ہے۔ اسی لئے واقف اور اہلِ علم لوگ کہا کرتے ہیں کہ انبیاء کو عصمت کبریٰ حاصل ہوتی ہے اور خلفاء کو عصمت صغریٰ۔“

(الفضل، 17/فروری 1935ء)

پھر خلافت کا ایک اور مقام اور برکت بیان کرتے ہوئے حضورؓ فرماتے ہیں۔

"انبیاء اور خلفاء اللہ تعالیٰ کے قرب کے حصول میں مُمِدّ ہوتے ہیں۔ جیسے کمزور آدمی پہاڑ کی چڑھائی پر نہیں چڑھ سکتا تو سونٹے یا کھڈ سٹِک کا سہارا لے کر چڑھتا ہے، اسی طرح انبیاء اور خلفاء لوگوں کے لئے سہارے ہیں۔ وہ دیواریں نہیں جنہوں نے الٰہی قرب کے راستوں کو روک رکھا ہے بلکہ وہ سونٹے اور سہارے ہیں جن کی مدد سے کمزور آدمی بھی اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر لیتا ہے"

(الفضل، 11/ستمبر 1937ء)

حضور رضی اللہ عنہ خلفاء کے ایک اَور مقام دین کی صحیح تشریح اور وضاحت کے حوالہ سے فرماتے ہیں:

"خلفاء کے ذریعہ سُنن اور طریقے قائم کئے جاتے ہیں ورنہ احکام تو انبیاء پر نازل ہو چکے ہوتے ہیں۔ خلفاء دین کی تشریح اور وضاحت کرتے ہیں اور مختلف امور کو کھول کر لوگوں کے سامنے بیان کرتے ہیں اور ایسی راہیں بتاتے ہیں، جن پر چل کر اسلام کی ترقی ہوتی ہے"

(الفضل، 4 ستمبر 1937ء)

**اقامۃ الصلوٰۃ کے قیام سے خلیفہ کا مقام اُجاگر ہوتا ہے**

فرمایا:

"اقامتِ صلوٰۃ بھی اپنے صحیح معنوں میں خلافت کے بغیر نہیں ہو سکتی اور اس کی وجہ یہ ہے کہ صلوٰۃ کا بہترین حصہ جمعہ ہے جس میں خطبہ پڑھا جاتا ہے اور قومی ضرورتوں کو لوگوں کے سامنے رکھا جاتا ہے۔ اب اگر خلافت کا نظام نہ ہو تو قومی ضروریات کا پتہ کس طرح لگ سکتا ہے۔ مثلاً پاکستان کی جماعتوں کو کیا علم ہو سکتا ہے کہ چین اور جاپان اور دیگر ممالک میں اشاعتِ اسلام کے سلسلہ میں کیا ہو رہا ہے اور اسلام ان سے کن قربانیوں کا مطالبہ کر رہا ہے اور اسلام ان سے کن قربانیوں کا مطالبہ کر رہا ہے۔ اگر ایک مرکز ہو گا اور ایک خلیفہ ہو گا جو تمام مسلمانوں کے نزدیک واجب الاطاعت ہو گا تو اسے تمام اکنافِ عالم سے رپورٹیں پہنچتی رہیں گی کہ یہاں یہ ہو رہا ہے اور اس طرح وہ لوگوں کو بتا سکے گا کہ آج فلاں قسم کی خدمات کے لئے آپ کو پیش کرنے کی حاجت ہے۔ مگر جب خلافت کا نظام نہ رہے تو انفرادی رنگ میں کسی کو قومی ضرورتوں کا کیا علم ہو سکتا ہے"

(تفسیر کبیر، سورہ نور صفحہ 368)

**سامعین! تمام برکات خلیفہ وقت سے تعلق اور وابستہ رہنے سے ہیں**

اِس حوالے سے پیغامیوں کو مخاطب ہو کر حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

"جب تک بار بار ہم سے مشورے نہیں لیں گے اُس وقت تک اُن کے کام میں کبھی برکت پیدا نہیں ہو سکتی۔ آخر خدا نے ان کے ہاتھ میں سلسلہ کی باگیں دی، میرے ہاتھ میں سلسلہ کی باگ دی ہے۔ انہیں خدا نے خلیفہ نہیں بنایا، مجھے خدا نے خلیفہ بنایا ہے۔ اور جب خدا نے اپنی مرضی بتانی ہوتی ہے تو مجھے بتاتا ہے، انہیں نہیں بتاتا۔ پس تم مرکز سے الگ ہو کر کیا کر سکتے ہو۔ جس کو خدا اپنی مرضی بتاتا ہے، جس پر خدا اپنے الہام نازل فرماتا ہے، جس کو خدا نے اس جماعت کا خلیفہ اور امام بنایا ہے، اس سے مشورہ اور ہدایت حاصل کر کے تم کام کر سکتے ہو۔ اس سے جتنا تعلق رکھو گے اُسی قدر تمہارے کاموں میں برکت پیدا ہو گی ....وہی شخص سلسلہ کا مفید کام کر سکتا ہے جو اپنے آپ کو امام سے وابستہ رکھتا ہے۔ اگر کوئی شخص امام کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ نہ رکھے تو خواہ وہ دنیا بھر کے علوم جانتا ہو، وہ اتنا کام بھی نہیں کر سکے گا جتنا بکری کا بکروٹا کر سکتا ہے۔"

(الفضل، 20/نومبر 1946ء)

**سامعین!** اب مَیں کچھ ارشادات آپؓ کے ایسے آپ کے سامنے رکھنا چاہوں گا جن سے مقامِ خلافت کی طرف حضور، احبابِ جماعت کی توجہ مبذول کروا رہے ہیں۔

خلیفہ وقت کی سکیم کے سوا اور کوئی سکیم قابل عمل نہیں ہونی چاہیے کے حوالے سے حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"خلافت کے تو معنی ہی یہ ہیں کہ جس وقت خلیفہ کے منہ سے کوئی لفظ نکلے اس وقت سب سکیموں، سب تجویزوں اور سب تدبیروں کو پھینک کر رکھ دیا جائے اور سمجھ لیا جائے کہ اب وہی سکیم، وہی تجویز اور وہی تدبیر مفید ہے، جس کا خلیفہ وقت کی طرف سے حکم ملا ہے۔ جب تک یہ روح جماعت میں پیدا نہ ہو اُس وقت تک سب خطبات رائیگان، تمام سکیمیں باطل اور تمام تدبیریں ناکام ہیں"

(خطبہ جمعہ 24/جنوری 1936 از الفضل 31/جنوری 1936ء)

پھر فرماتے ہیں۔

”جس پالیسی کو خلفاء پیش کریں گے ہم اسے ہی کامیاب بنائیں گے اور جو پالیسی ان کے خلاف ہوگی، اسے ناکام کریں گے ........ صرف خلیفہ کی پالیسی کو ہی کامیاب کریں گے۔“

(خطبہ جمعہ، مندرجہ الفضل، 4/ستمبر 1937)

نیز فرمایا۔

”دین کے ایک معنی سیاست اور حکومت کے بھی ہوتے ہیں۔ اس لحاظ سے سچے خلفاء کی اللہ تعالیٰ نے یہ علامت بتائی ہے کہ جس سیاست اور پالیسی کو وہ چلائیں گے، اللہ تعالیٰ اسے دنیا میں قائم فرمائے گا“

(تفسیر کبیر، سورۃ نور صفحہ 376)

**انسانی عقلیں اور تدبیریں خلافت کے تحت ہی کامیابی کی راہ دکھا سکتی ہیں**

حضورؓ فرماتے ہیں:

”مَیں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ خواہ تم کتنے ہی عقلمند اور مدبّر ہو اپنی تدابیر اور عقلوں پر چل کر دین کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے، جب تک تمہاری عقلیں اور تدبیریں خلافت کے ماتحت نہ ہوں اور تم امام کے پیچھے پیچھے نہ چلو، ہرگز اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت تم حاصل نہیں کرسکتے۔ پس اگر تم خدا تعالیٰ کی نصرت چاہتے ہو تو یاد رکھو! اس کا کوئی ذریعہ نہیں سوائے اس کے کہ تمہارا اٹھنا بیٹھنا، کھڑا ہونا اور چلنا اور تمہارا بولنا اور خاموش ہونا میرے ماتحت ہو“

(الفضل، 4 ستمبر 1937)

پھر ایک اَور رنگ میں مقامِ خلافت پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا:

”یہ تو ہو سکتا ہے کہ ذاتی معاملات میں خلیفہ وقت سے کوئی غلطی ہو جائے لیکن ان معاملات میں جن پر جماعت کی روحانی اور جسمانی ترقی کا انحصار ہو، اگر اس سے کوئی غلطی سرزد بھی ہو تو اللہ تعالیٰ اپنی جماعت کی حفاظت فرماتا ہے اور کسی نہ کسی رنگ میں اُسے اِس غلطی پر مطلع کر دیتا ہے۔ صوفیاء کی اصطلاح میں اسے عصمت صغریٰ کہا جاتا ہے۔ گویا انبیاء کو تو عصمت کبریٰ حاصل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ ان سے کوئی ایسی غلطی نہیں ہونے دیتا جو جماعت کے لئے تباہی کا موجب ہو۔ ان کے فیصلوں میں جزئی اور معمولی غلطیاں ہو سکتی ہیں مگر انجام کار نتیجہ یہی ہو گا کہ اسلام کو غلبہ حاصل ہو گا اور اس کے مخالفوں کو شکست ہوگی۔ گویا بوجہ اس کے کہ ان کو عصمتِ صغریٰ حاصل ہوتی ہے خدا تعالیٰ کی پالیسی بھی وہی ہو گی جو ان کی ہو گی۔ بیشک بولنے والے وہ ہونگے، زبانیں انہی کی حرکت کریں گی، ہاتھ انہی کے چلیں گے، دماغ انہی کا کام کرے گا مگر ان سب کے پیچھے خدا تعالیٰ کا اپنا ہاتھ ہو گا۔“

(تفسیر کبیر، سورہ نور صفحہ 376-377)

**سامعین! ایک اور مقامِ خلافت کہ اللہ تعالیٰ خلیفہ وقت کو اپنی صفات بخشتا ہے**

حضورؓ فرماتے ہیں:

”خدا تعالیٰ جس شخص کو خلافت پر کھڑا کرتا ہے وہ اس کو زمانہ کے مطابق علوم بھی عطا کرتا ہے...... اس کے کیا معنی ہیں کہ خلیفہ خود خدا بناتا ہے۔ اس کے تو معنی ہی یہ ہیں کہ جب کسی کو خدا خلیفہ بناتا ہے تو اسے اپنی صفات بخشتا ہے۔ اگر وہ اسے اپنی صفات نہیں بخشتا تو خدا تعالیٰ کے خود خلیفہ بنانے کے معنی ہی کیا ہیں“

(الفضل، 22/نومبر 1950)

**خلفاء کا ادب واحترام ہی کامیابی کا ذریعہ ہے**

فرمایا:

”شریعت وہ ہے جو قرآن کریم میں بیان ہے اور آداب وہ ہیں جو خلفاء کی زبان سے نکلیں۔ پس ضروری ہے کہ آپ لوگ ایک طرف تو شریعت کا احترام قائم کریں اور دوسری طرف خلفاء کا ادب واحترام قائم کریں اور یہی چیز ہے جو مومنوں کو کامیاب کرتی ہے۔“

(الفضل، 4 ستمبر 1937)

## خلیفہ کی دعا ہی سب سے زیادہ مقبول ہوتی ہے

حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ جب کسی کو منصبِ خلافت پر سرفراز کرتا ہے تو اس کی دعاؤں کی قبولیت کو بڑھا دیتا ہے۔ کیونکہ اگر اس کی دعائیں قبول نہ ہوں تو پھر اس کے اپنے انتخاب کی ہتک ہوتی ہے......... مَیں جو دعا کروں گا، وہ انشاء اللہ فرداً فرداً ہر شخص کی دعا سے زیادہ طاقت رکھے گی“

(منصبِ خلافت صفحہ 32)

حضور رضی اللہ عنہ جماعت کو خلیفہ کی کامل فرمانبرداری کی تلقین کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کو دیکھتے ہوئے میں انسانوں پر انحصار نہیں کر سکتا اور تم بھی یہ نصرت اسی طرح حاصل کر سکتے ہو کہ اطاعت کا اعلیٰ نمونہ دکھاؤ اور ایسا کرنے میں صرف خلیفہ کی اطاعت کا ثواب نہیں بلکہ موعود خلیفہ کی اطاعت کا ثواب تمہیں ملے گا۔ اگر تم کامل طور پر اطاعت کرو گے تو مشکلات کے بادل اڑ جائیں گے، تمہارے دشمن زیر ہو جائیں اور فرشتے آسمان سے تمہارے لئے ترقی والی نئی زمین اور تمہاری عظمت و سطوت والا نیا آسمان پیدا کریں گے۔ لیکن شرط یہی ہے کہ کامل فرمانبرداری کرو۔“

(الفضل،4ر ستمبر1937ء)

## بیعت خلافت کے بعد کوئی کام امام کی ہدایت کے بغیر نہیں ہو سکتا

بیعت خلافت کے بعد مبائعین کی ذمہ داریاں بیان فرماتے ہوئے سیدنا مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

”جو جماعتیں منظم ہوتی ہیں ان پر کچھ ذمہ واریاں عائد ہوتی ہیں جن کے بغیر ان کے کام کبھی بھی صحیح طور پر نہیں چل سکتے...... ان شرائط اور ذمہ واریوں میں سے ایک ایک اہم شرط اور ذمہ واری یہ ہے کہ جب وہ ایک امام کے ہاتھ پر بیعت کر چکے تو پھر انہیں امام کے منہ کی طرف دیکھتے رہنا چاہیے کہ وہ کیا کہتا ہے اور اس کے قدم اٹھانے کے بعد اپنا قدم اٹھانا چاہیے اور افراد کو کبھی بھی ایسے کاموں میں حصہ نہیں لینا چاہیے جن کے نتائج ساری جماعت پر آ کر پڑتے ہوں۔ کیونکہ پھر امام کی ضرورت اور حاجت ہی نہیں رہے گی...... **امام کا مقام تو یہ ہے کہ وہ حکم دے اور ماموم کا مقام یہ ہے کہ وہ پابندی کرے**“

(الفضل5ر جون1937ء)

خلافت کی ناقدری فسق پر منتج ہوتی ہے۔ اِس حوالے سے نعمتِ خلافت کی قدردانی کرنے کی تلقین کرتے ہوئے حضورؓ فرماتے ہیں:

”ہم جو انعامات تم پر نازل کرنے لگے ہیں اگر تم ان کی ناقدری کرو گے تو ہم تمہیں سخت سزا دیں گے۔ خلافت بھی چونکہ ایک بھاری انعام ہے اس لئے یاد رکھو! جو لوگ اس نعمت کی ناشکری کریں گے وہ فاسق ہو جائیں گے...... فسق کا فتویٰ انسان پر اسی صورت میں لگ سکتا ہے جب وہ روحانی خلفاء کی اطاعت سے انکار کرے۔“

(تفسیر کبیر، سورہ نور صفحہ 370-374)

حضورؓ کے یہ تمام ارشادات سے خلیفہ کا مقام اور اس کی اہمیت عیاں ہوتی ہے۔ خلیفہ وقت کی بیعت کے بعد دوسرے تمام لوگوں کی اطاعتیں اور تمام قسم کی وفاداریاں صرف اُسی وقت تک جائز سمجھی جاسکتی ہیں جب تک ان کی وجہ سے خلیفہ وقت کی اطاعت سے حرف نہ آتا ہو۔ لیکن اگر واجب الاطاعت خلیفہ کے احکام اور ارشادات اور تحریکات کے ساتھ کسی اور چیز کا مقابلہ آن پڑے تو پھر باقی تمام رستوں اور تعلقات کا انقطاع اور تمام دوستوں اور محبوّں کا اختتام ہو جانا ضروری ہے۔ صرف اور صرف خلیفہ وقت کی اطاعت ہی مومنوں کے مدنظر رہنی چاہیے، کیونکہ بیعت کے بعد دراصل حقیقی رشتہ خلیفہ وقت سے قائم ہونا چاہیے اور باقی سب رشتے اُسی کی خاطر ہونے چاہئیں۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”اپنے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جوڑ کر پھر خلافت سے کامل اطاعت کی سب سے زیادہ ضرورت ہے۔ یہی چیز ہے جو جماعت میں مضبوطی اور روحانیت میں ترقی کا باعث بنے گی۔ خلافت کی پہچان اور اُس کا صحیح علم اور ادراک اس طرح جماعت میں پیدا ہو جانا چاہئے کہ خلیفہ وقت کے ہر فیصلے کو بخوشی قبول کرنے والے ہوں اور کسی قسم کی روک دل میں پیدا نہ ہو۔ کسی بات کو سن کر انقباض نہ ہو۔ خلافت کا صحیح فہم و ادراک پیدا کرنا بھی مربیان کے کاموں میں سے اہم کام ہے اور پھر عہدیداران کا کام ہے کہ وہ بھی اس طرف توجہ دیں۔“

(روزنامہ الفضل18 مارچ2014ء)

خطبہ جمعہ فرمودہ 6 دسمبر 2013ء میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”احمدیت کی خوبصورتی تو نظام جماعت اور نظام خلافت کی لڑی میں پرو یا جانا ہے اور یہی ہماری اعتقادی طاقت بھی ہے اور عملی طاقت بھی ہے۔“

(روزنامہ الفضل 21 جنوری 2014ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں خلافت کے مقام کو سمجھنے اور کامل اطاعت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

خلافت نہ ہوتی تو ہم بھی نہ ہوتے
ہدایت کا ملتا ہمیں نہ منارہ
خلافت کے دَم سے جماعت ہے قائم
دیا ہے خلافت نے ہم کو سہارا

(بتعاون: مکرم چوہدری ناز احمد ناصر۔ لندن)

✡✡✡✡